عربی لغت نویسی
(آغاز و ارتقاء پر ایک علمی جائزہ)

حافظ عمران ایوب ☆

In this article an earnest endeavour has been made to jot down a little information with regards to "Arabic Lexicography" , the gist of which follows: Arabic Lixicography means "the art of script of Arabic Language". The art of lexicography had already been embarked on in China before the Arabs commenced it ; but the Arabs contributed extremely valuable service in this connection . Initially , vocabulary (Lexical units) on chosen topics was gleaned . "Kitab-al-Khel" is an example in which vocabulary relating to horse only was recorded and listed . Later , Kitab-al-Aen by Khalil Ahmed inaugurated the tradition of lexicography which continued in the subsequent times untill Al-Zubedi piled up" Taj-al-Aroos". Subesequently , either the Orientalists merely sumplemented the past editions or the Christian scholars and various other lexicographers piled up different lexicons with the help of voluminous dictionaries of the past and this tradition is still perpatuting.

ابتدائیہ

انسانی بدن میں قلب و ذہن ایسے اعضاء ہیں جو فطری طور پر مختلف قسم کے خیالات واحساسات کا منبع ومرکز ہیں۔ان خیالات واحساسات کا اظہار اور دوسروں تک ان کی منتقلی مختلف آوازوں کے ذریعے انجام پاتی ہے۔یہ آوازیں مختلف الفاظ وحروف کو جنم دیتی ہیں۔پھر یہی الفاظ وحروف ایک خاص قسم کے ارتقائی عمل سے گزر کر کسی بھی ملک وقوم کی زبان کی حیثیت اختیار کر جاتے ہیں۔ویسے تو آج دنیا میں تقریباً ۲۸۰۰ کے قریب زبانیں معرض وجود میں آچکی ہیں لیکن عربی زبان کو جو شرف حاصل ہوا ہے وہ

☆ متعلم، ایم فل، شیخ زاید اسلامک سنٹر جامعہ پنجاب، لاہور

کسی دوسری زبان کو حاصل نہیں ہو سکا اور اس کا سبب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی آخری کتاب قرآن مجید کے نزول کے لیے اس زبان کا انتخاب فرمایا ہے۔

عربی سامی (Semitic) زبان ہے۔عربی کے علاوہ سامی زبانوں میں عبرانی، شامی، فنیقی، آشوری، آرامی اور حبشی وغیرہ شامل ہیں۔ان زبانوں کا مرکز زیادہ تر جزیرہ نمائے عرب، مصر اور شمالی افریقہ ہے۔ یہاں یہ بات پیش نظر رہے کہ سامی زبانوں میں سے کئی زبانیں اب معدوم ہو چکی ہیں کیونکہ مرورِ زمانہ کے ساتھ ساتھ جیسے نئی زبانیں وجود میں آجاتی ہیں ویسے ہی قدیم زبانیں موت کی وادی میں بھی جا اترتی ہیں اور اہل علم کا کہنا ہے کہ یہ ممکن تھا کہ عربی زبان بھی معدوم زبانوں میں شامل ہو جاتی لیکن اس زبان میں کتاب اللہ کے نزول نے اسے ابدالآباد تک بقاء و دوام بخش دیا ہے۔یہی وجہ ہے کہ یہ قول مشہور ہو گیا (لولا القرآن لما کانت العربیۃ) ''اگر قرآن نہ ہوتا تو عربی زبان نہ ہوتی۔''

اسی باعث عربی زبان تمام اہل اسلام کی نگاہوں کا مرکز بن گئی اور اس کی حفاظت و تدوین کی ضرورت بھی مزید بڑھ گئی۔چنانچہ پھر مسلمانوں نے جہاں دیگر علوم و فنون ایجاد کیے وہاں عربی لغت نویسی کا بھی آغاز کیا اور تالیفِ معاجم کا ایک طویل سلسلہ جاری کر دیا۔علمائے لغت نے سالوں کی محنت سے خالص عربی الفاظ کے ایسے ذخیرے مرتب کر دیے جو تا قیامت انسانوں کے لیے قرآن فہمی کا ذریعہ بنے رہیں گے۔

چونکہ ہمارا موضوع ''عربی لغت نویسی کے آغاز و ارتقاء پر ایک علمی و تحقیقی جائزہ'' پیش کرنا ہے اس لیے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ پہلے عربی لغت نویسی کے معنی و مفہوم پر ایک نگاہ ڈال لی جائے' آئندہ سطور میں اسی کا بیان پیش خدمت ہے۔

عربی لغت نویسی کا معنی و مفہوم

عربی سے مراد یا تو عربی باشندہ ہوتا ہے اور یا پھر عربی زبان' یہ لفظ عرب کی طرف منسوب ہے اور عرب کا لغوی معنی ہے (جیل من الناس) ''لوگوں کی ایک نسل و قوم۔''(۱) عربی گرائمر کے لحاظ سے عَرَّبَ (بروزن تفعیل) عربی میں منتقل کرنا' عَرُبَ (بروزن کرم) عربی النسل ہونا اور أعْرَبَ (بروزن افعال) ظاہر کرنا کے معانی میں مستعمل ہیں۔اصطلاحاً عرب سے مراد وہ جزیرۂ عرب کا علاقہ ہے جس کے متعلق رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان معروف ہے کہ ﴿أَخْرِجُوا الْمُشْرِكِيْنَ مِنْ جَزِيْرَةِ الْعَرَبِ﴾

''مشرکین کو جزیرۂ عرب سے نکال دو۔'' (۲) اور اس علاقے سے مراد ہے ''بحر ہند' بحر شام' پھر دجلہ و فرات نے جتنے علاقے پر احاطہ کیا ہوا ہے یا طول کے لحاظ سے عدن اَبین کے درمیان سے لے کر اطراف شام تک کا علاقہ اور عرض کے اعتبار سے جدہ سے لے کر آبادی عراق کے اطراف تک کا علاقہ۔'' اسے جزیرہ اس لیے کہا گیا ہے کیونکہ سمندروں نے اسے گھیر رکھا ہے (یعنی بحر ہند' بحر فارس اور بحر احمر نے)۔(۳)

لفظِ لغت کی وضاحت کرتے ہوئے امام جوہری فرماتے ہیں کہ ''لغة کی اصل لُغَیٌ اور لُغَوٌ ہے' آخر میں واؤ یا یاء کے عوض '' ة '' بڑھا دی گئی ہے' اس کی جمع لُغَی اور لُغات آتی ہے اور اس کی طرف نسبت لُغَوِیٌّ ہے' اسے لَغَوِیٌّ کہنا غلط ہے۔'' (۴) صاحبِ قاموس فرماتے ہیں کہ ''لغت سے مراد وہ آوازیں ہیں جن کے ذریعے کوئی بھی قوم اپنی اغراض و ضروریات کی وضاحت کرتی ہے' اس کی جمع لغات اور لغون آتی ہے اور لَغا لَغْوًا کا معنی کلام کرنا اور مایوس ہونا ہے۔'' (۵) امام ابن منظور الافریقی رقمطراز ہیں کہ ''ازہری کے بقول لفظِ لغت اسمائے ناقصہ میں سے ہے اور اس کی اصل لَغَا سے لُغْوَة ہے' جس کا معنی ہے جب اس نے کلام کیا۔'' مزید فرماتے ہیں کہ ''لغت کی تعریف یہ ہے کہ ایسی آوازیں جن کے ذریعے ہر قوم اپنے اغراض و مقاصد کا اظہار کرتی ہے۔'' (۶) ابن جنی الموصلی نے بھی لغت کی یہی تعریف کی ہے۔(۷) صاحبِ المصباح المنیر نے نقل فرمایا ہے کہ لفظِ لغت کی اصل غُرْفَةٌ کی طرح (فُعْلَةٌ کے وزن پر) لُغْوَةٌ ہے' آخر سے واؤ حذف کر کے اس کی جگہ ة بڑھا دی گئی ہے۔(۸)

مذکورہ بالا بحث سے معلوم ہوا کہ لغت عربی لفظ '' لـغـوة '' سے مشتق ہے اور اس کا معنی زبان و بیان' قوتِ ناطقہ اور وہ الفاظ و اصوات ہیں جن کے ذریعے انسان اپنے مافی الضمیر کا اظہار کرتا ہے اور جنہیں اپنے احساس و شعور کو دوسروں تک پہنچانے کے لیے وسیلہ بناتا ہے۔ اہل علم کی اکثریت اسی کی قائل ہے۔ تاہم ایک رائے یہ ہے کہ لفظِ لغت '' اللهاة '' سے مشتق ہے' جو حلق کے اوپر والے حصے میں موجود گوشت کے ایک ٹکڑے کو کہتے ہیں۔ علاوہ ازیں ایک قول یہ بھی ہے کہ لفظِ لغت عربی نہیں بلکہ یونانی لفظ لاغوس (Lagos) سے معرب (عربی بنایا گیا) ہے' جس کا معنی کلمہ یا آئیڈیا ہے۔(۹) (واللہ اعلم)

لفظِ لغت کے متعلق ڈاکٹر ف۔ عبدالرحیم رقمطراز ہیں کہ لغت اردو میں ڈکشنری کے معنوں میں مستعمل ہے۔ فی الواقع یہ عربی لفظ ہے لیکن عربی میں زبان کے معنوں میں ہے جیسے اللغة العربية (عربی زبان) اور اللغة الانجليزية (انگریزی زبان) وغیرہ۔ عربی الفاظ کی تحقیق پر مشتمل کتابوں کو

عربی میں کتب اللغۃ کہا جاتا ہے۔اردو میں انہیں ''کتب لغۃ'' کہہ دیا گیا' پھر اس عبارت میں بھی دو تبدیلیاں کی گئیں۔ایک تو لفظ ''کتب'' ختم کر کے صرف 'لغۃ' باقی رہنے دیا گیا اور دوسرے یہ کہ اس کے مفہوم میں توسیع پیدا کر کے ڈکشنری پر اس کا اطلاق کیا گیا۔یہ لفظ فارسی میں بھی ڈکشنری کے معنوں میں ہی مستعمل ہے مگر ''نامہ'' کی اضافت کے ساتھ یعنی فارسی میں ڈکشنری کو''لغت نامہ'' کہا جاتا ہے۔(۱۰)

عربی میں لغت کی کتاب کو معجم بھی کہتے ہیں۔(۱۱) یہ لفظ باب افعال (أَعْجَمَ) سے مفعول کا صیغہ بھی ہے اور مصدر میمی بھی۔اس کا لغوی معنی ہے ''نقطے لگانا''۔(۱۲) اسی طرح اب عربی میں لفظ قاموس بھی لغت (ڈکشنری) کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے حالانکہ اس کا حقیقی معنی ''سمندر یا سمندر کی گہرائی'' تھا۔ (۱۳) غالب رائے کے مطابق جب مجد الدین فیروز آبادی نے اپنی معروف لغت کی کتاب القاموس المحیط تالیف کی تو اسے بے پناہ مقبولیت حاصل ہوئی۔اس کی مقبولیت اس حد تک پہنچی کہ لفظ قاموس کو ہی ڈکشنری کے معنوں میں استعمال کیا جانے لگا اور اب یہ اسی معنی میں مستعمل ہے۔(۱۴)

لفظِ نویسی فارسی زبان کے لفظ نوشتن سے مشتق ہے۔نوشتن مصدر ہے اور اس کا معنی ہے ''لکھنا''۔ اس سے صیغہ امر نویس آتا ہے جو کسی اسم کے بعد آ کر اسے اسم فاعل ترکیبی بنا دیتا ہے اور ''لکھنے والا'' کے معنی دیتا ہے جیسے خوش نویس وغیرہ۔اسی سے نویسندہ ہے جس کا معنی ہے لکھنے والا اور اس کی جمع نویسندگان آتی ہے اور اسی سے لفظ نویسی ہے' جس سے مراد ہوتا ہے لکھنے کا کام' یہ مرکبات کے آخر میں مستعمل ہے جیسے خوش نویسی وغیرہ۔(۱۵)

پس یوں عربی لغت نویسی کا معنی ہوا ''عربی زبان کی لکھائی کا کام''۔

عربی لغت نویسی کا آغاز وارتقاء

اولاً یہ بات پیش نظر رہنی چاہیے کہ دستیاب معلومات کے مطابق قبل از اسلام دور جاہلیت میں عربی لغت نویسی کا کوئی سراغ نہیں ملتا' جس سے معلوم ہوتا ہے کہ دیگر قیمتی علوم کی طرح اس علم کی تدوین وترقی کا سہرا بھی اسلام کے سر ہی ہے۔ثانیاً یہ جان لینا چاہیے کہ نہ تو ہر عربی کامل فصیح اللسان تھا اور نہ ہی ہر ایک کو ہر عربی لفظ کے معنی کا علم ہوتا تھا بلکہ جب لوگوں کو کسی لفظ کا معنی سمجھ میں نہ آتا تو وہ اپنے سے زیادہ صاحبِ علم سے پوچھ لیتے تھے۔ظہورِ اسلام کے بعد اولین معلم اور مشکل الفاظ کے شارح خود نبی کریمؐ

تھے اور آپ کے علاوہ کبار صحابہ تھے جن میں بھی حضرت ابن عباسؓ کا نام نمایاں ہے۔ نیز کلمات کے معانی جاننے کے لیے جاہلی شاعری کی طرف بھی رجوع کیا جاتا تھا۔ اس سلسلے میں ہمیں کئی واقعات ملتے ہیں جن میں سے چند حسب ذیل ہیں:

1- ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علاماتِ قیامت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ قیامت کے قریب ﴿ یکثر الھرج ﴾ 'ہرج بہت زیادہ ہو جائے گا' لوگوں کو اس کا مفہوم سمجھ نہ آیا تو انہوں نے دریافت کیا' اے اللہ کے رسول! ہرج کیا ہے؟ تو آپؐ نے اس لفظ کی تشریح میں فرمایا' اس سے مراد قتل ہے۔(۱۶)

2- آپؐ نے اپنے ایک فرمان میں ان لوگوں کا ذکر کیا جو روزِ قیامت آپؐ کے سب سے زیادہ قابل نفرت ہوں گے' ان میں آپ نے **متفیھقین** کا بھی ذکر کیا۔ اس لفظ کی لوگوں کو سمجھ نہ آئی تو انہوں نے آپؐ سے اس کے متعلق دریافت کیا۔ اس پر آپؐ نے فرمایا اس سے مراد متکبر لوگ ہیں۔(۱۷)

3- ایک دفعہ حضرت عمرؓ نے خطبہ دیتے ہوئے سامعین سے ایک قرآنی آیت کے لفظ **تخوف** کے معنی دریافت کیے۔ پہلے سب خاموش رہے پھر ایک بزرگ نے اس کا معنی **تنقص** بیان کیا اور اس کے لیے بطورِ دلیل زہیر شاعر کا یہ شعر بھی سنایا: **تخوف الرحل منھا تامکا قردا کما تخوف عود النبعة السفن** ۔(۱۸)

4- حضرت علیؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ ہم سب ایک ہی باپ کی اولاد ہیں مگر بعض اوقات ہم آپ کو عربوں سے ایسی گفتگو کرتے ہوئے سنتے ہیں جس کا اکثر حصہ ہمیں سمجھ نہیں آتا۔(۱۹)

5- ایک روایت میں ہے کہ حضرت ابن عباسؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قرآن کے لفظ فاطر کے متعلق پوچھا۔(۲۰)

6- حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا' اشعار عربوں کا دیوان ہیں۔ جب اللہ کی نازل کردہ کتاب کا کوئی لفظ ہمیں سمجھ نہیں آتا تو ہم اشعار کی طرف رجوع کرتے ہیں۔(۲۱)

معلوم ہوا کہ عربوں کے عوام کو ہی نہیں بلکہ بعض اوقات خواص کو بھی کلمات کے معانی جاننے کے لیے دوسروں سے استفسار یا جاہلی شاعری کی طرف رجوع کی ضرورت پیش آتی تھی۔ یہ سلسلہ ایسے ہی

جاری رہا حتی کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتوحات سے نوازا' جس کے نتیجے میں بہت سی عجمی اقوام بھی دائرۂ اسلام میں داخل ہوگئیں۔ عربوں کا عجمیوں سے میل جول بڑھ گیا۔ تو اہل علم کو ایک تو یہ اندیشہ لاحق ہوا کہ کہیں عربی زبان میں عجمی الفاظ داخل نہ ہو جائیں اور دوسرے یہ کہ رفتہ رفتہ کبار علمائے لغت کی اموات سے کہیں علمِ لغت کا بیش قیمت ذخیرہ ضائع ہی نہ ہو جائے۔ اس کے ساتھ ساتھ جو انہیں اصل فکر دامن گیر تھی وہ یہ تھی کہ وہ عربی لغت ضائع یا تبدیل نہ ہو جائے جو تا قیامت فہم قرآن کا ذریعہ ہے (جیسا کہ الصحاح کے دیباچے میں مذکور ہے)۔ (۲۲)

چنانچہ عربی زبان کے محافظوں نے دیہاتوں کا رخ کیا (کیونکہ دیہات ابھی تک ہر قسم کے عجمی اختلاط سے پاک تھے' یہی وجہ ہے کہ لوگ اپنے بچوں کو دودھ پلوانے کے لیے دیہاتوں میں بھیج دیا کرتے تھے جس کا ایک مقصد یہ بھی ہوتا کہ وہ خالص عربی زبان سیکھ جائیں' جیسا کہ محمدؐ کو بھی بھیجا گیا) ۔انہوں نے وہاں سے خالص فصیح عربی زبان سیکھی' اسی طرح ذخیرۂ ادب جاہلی (جو اشعار، قصائد، خطبات، وصایا اور ضرب الامثال وغیرہ کی صورت میں موجود تھا) کو بھی پیش نظر رکھا اور نہایت احتیاط سے کام لیتے ہوئے خاص خاص موضوعات (مثلاً وحشی جانوروں، درختوں اور نباتات وغیرہ) پر لغت کے مجموعے مرتب کرنے شروع کر دیئے۔

ان اولین مرتبین میں اصمعی، ابو عمرو اسحاق الشیبانی اور ابو حنیفہ دِینَوری قابل ذکر ہیں۔ خاص موضوعات پر مرتب ہونے والی چند کتب یہ ہیں: کتاب الخیل، کتاب النباتات، کتاب الحشرات، کتاب الابل، کتاب اللبن، کتاب النخیل، الخیل و خلق الانسان، کتاب الجراد اور کتاب خلق الفرس وغیرہ۔ بعد ازاں اس طرح کی مختلف موضوعات پر مرتب کردہ کتب کو ایک کتاب کی صورت بھی دے دی گئی جیسے ابو عبید نے مختلف موضوعات کی ۳۰ کتابوں کو ایک کتاب میں جمع کر دیا اور اس کا نام "الغریب المصنف" رکھا۔ اسی طرح ابن سیدہ کی "المخصص" بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے۔

اس کے بعد وہ مرحلہ آیا کہ جب اہل علم نے الفاظ لغت کے ذخائر پر مشتمل خاص ترتیبوں کے ساتھ کتابیں تالیف کرنی شروع کیں اور باقاعدہ لغت نویسی کا آغاز ہوا۔ اس سلسلے کی پہلی کتاب خلیل بن احمد کی کتاب العین شمار کی جاتی ہے (الصحاح کے دیباچے میں مذکور ہے کہ لغت جمع کرنے کا کام خواہ کتنے

ہی مراحل سے گزرا ہو لیکن محققین اس بات پر متفق ہیں کہ خلیل ہی وہ پہلا شخص ہے جس نے عربی معجم تیار کی۔ (۲۳) یہاں Haywood کی یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ سب سے پہلے ابوالاسود الدولی نے حضرت علیؓ سے سیکھ کر گرائمر تیار کی اور پھر یہی گرائمر کا کام آگے چل کر عربی لغت نویسی اور علمِ نحو مرتب کرنے کی بنیاد بنا۔ (۲۴)) پھر یہ سلسلہ جاری رہا حتیٰ کہ تاج العروس از زبیدی پر جا کر اس کا اختتام ہوا۔ (اس کے بعد یا تو مستشرقین نے اضافے کیے یا عیسائیوں اور دیگر اہل علم نے سابقہ کتبِ لغت کو ہی سامنے رکھ کر مختصر کتب تیار کیں)۔

اس آخری مرحلے کی کتب کو تین اقسام میں تقسیم کیا جاسکتا ہے:

u ایسی کتب جنہیں مخارجِ حروف کے اعتبار سے مرتب کیا گیا۔ جیسے خلیل بن احمد کی **کتاب العین**، ابن درید کی **الجمھرۃ**، ازہری کی **تھذیب اللغۃ** اور ابن سیدہ کی **المحکم** وغیرہ۔

v وہ کتب جنہیں آخری حرف کے اعتبار سے مرتب کیا گیا۔ جیسے جوہری کی **الصحاح**، حسن صغانی کی **العباب الزاخر و اللباب الفاخر**، ابن منظور کی **لسان العرب**، فیروز آبادی کی **القاموس المحیط** اور الزبیدی کی **تاج العروس** وغیرہ۔

w وہ کتب جنہیں الفبائی (یعنی حروفِ تہجی کی) ترتیب کے مطابق مرتب کیا گیا۔ جیسے زمخشری کی **اساس البلاغہ** وغیرہ۔ علاوہ ازیں اکثر مذہبی کتبِ لغت اسی ترتیب پر مرتب کی گئیں۔ جیسے امام راغب اصفہانی کی **مفردات القرآن**، امام زمخشری کی **الفائق** اور امام ابن اثیر کی **النھایۃ** وغیرہ۔ نیز دورِ حاضر کی تقریباً تمام جدید لغات بھی اسی ترتیب کے مطابق مرتب کی گئیں ہیں۔ (۲۵)

☆ یہاں یہ بات یاد رہے کہ لغت نویسی کا کام عربوں سے پہلے چائنہ میں شروع ہو چکا تھا (۲۶) لیکن عربوں نے اس سلسلے میں جو جاں گسل خدمات سرانجام دی ہیں وہ واقعتاً قابلِ ستائش ہیں اور ان کی اہمیت غیر مسلم علمائے لغت کے ہاں بھی مسلم ہے۔

اہم عربی لغات اور ان کا تعارف

ترتیب زمانی کے اعتبار سے اہم عربی لغات کا تعارف حسب ذیل ہے۔

کتاب العین

یہ وہ پہلا بڑا لغت ہے جسے عربی الفاظ کے معانی ومطالب کی توضیح کے لیے باقاعدہ مرتب کیا گیا۔ اگر چہ غالب رائے یہی ہے کہ اس کے مرتب خلیل بن احمدؒ ہی ہیں لیکن اہل علم کے ہاں اس سلسلے میں بہرحال اختلاف رائے پایا جاتا ہے۔اس ضمن میں مختلف آراء حسب ذیل ہیں:

(1) خلیل بن احمد کا کتاب العین سے کوئی تعلق نہیں' بلکہ اس کے مرتب اللیث بن مظفر ہیں اور اسے خلیل بن احمد کی طرف محض اس لیے منسوب کیا گیا تاکہ اس کی اہمیت ومقبولیت میں اضافہ ہوسکے۔

(2) اس کتاب کو مرتب کرنے کا تصور خلیل بن احمد کا تھا مگر اسے عملی شکل میں اللیث بن مظفر نے پیش کیا۔

(3) اس کتاب پر کام کا آغاز خلیل نے کیا جبکہ اس کا اختتام اللیث نے کیا۔

(4) یہ کتاب خلیل کی ہی مرتب کردہ ہے لیکن وہ جل گئی تھی اور پھر اسے دوبارہ قید تحریر میں لایا گیا۔

(5) کتاب کے اصول خلیل بن احمد کے جبکہ نص کسی اور کی ہے۔

زیادہ قرین صواب رائے یہ ہے کہ کتاب العین خلیل بن احمد کی ہی تالیف ہے۔احمد عبدالغفور عطار رقمطراز ہیں کہ کتاب العین خلیل بن احمد کی ہی تصنیف ہے البتہ اس بات کا امکان بہرحال موجود ہے خلیل اسے مکمل نہ کرسکا ہو اور اس کی تکمیل کسی اور کے ہاتھوں ہوئی ہو اور یہ امکان بھی موجود ہے کہ مکمل کتاب خلیل نے ہی تالیف کی ہو' پھر بعد کے کاتبوں نے متاخرین کی روایات وتعلیقات کو لاعلمی میں کتاب کا حصہ بنادیا ہو۔(۲۷)

ڈاکٹر ابراہیم محمد نجا نے بھی یہی ثابت کیا ہے کہ کتاب العین خلیل بن احمد کی ہی تصنیف ہے۔کتاب العین کے ابتدائیہ میں ڈاکٹر مہدی مخزومی نے بھی یہی ثابت کیا ہے۔(۲۸) مختار الصحاح کے مقدمہ میں احمد ابراہیم زھوہ نے بھی یہی ذکر کیا ہے۔(۲۹) تاج العروس کے مقدمہ میں علی شیری نے لکھا ہے کہ کتاب العین کے مؤلف خلیل بن احمد ہی ہیں۔(۳۰) الدکتور امیل بدیع یعقوب نے بھی کتاب العین کو خلیل بن احمد کی طرف ہی منسوب کیا ہے۔(۳۱)

John A . Haywood نے کہا ہے کہ ہم (100%) یقینی طور پر نہیں کہہ سکتے کہ اسے خلیل نے تالیف کیا ہے کیونکہ اس کی کتاب (کتاب العین) کے دیباچے میں " قال الخلیل " کے الفاظ موجود ہیں جو یہ شک پیدا کرتے ہیں کہ اسے خلیل نے تالیف نہیں کیا۔ (۳۲) لیکن ایک دوسری جگہ لکھتے ہیں کہ بہرحال قوی امکان ہے کہ خلیل بن احمد ہی وہ پہلا شخص ہو جس نے باقاعدہ عربی لغت کو مرتب کیا۔ (۳۳)

مصر کے ایک ڈاکٹر ''عبداللہ درویش'' نے کتاب العین پر ریسرچ کر کے لندن یونیورسٹی سے ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کی ہے۔ انہوں نے اس میں ثابت کیا ہے کہ کتاب العین کا مؤلف خلیل بن احمد ہی ہے۔ (۳۴)

خلیل بن احمد کا مکمل نام یہ ہے ''ابوعبدالرحمٰن الخلیل بن احمد بن عمرو بن تمام الفراہیدی الازدی البصری۔'' وہ ۱۰۰ ہجری میں مقام عمان میں پیدا ہوئے، پھر بصرہ منتقل ہوئے اور پھر وہیں ان کی پرورش، تعلیم اور تدریس کا دور گزرا اور بالآخر ۱۷۵ ہجری میں وہیں ان کا انتقال ہوا۔ خلیل ہی علم نحو، علم عروض اور عربی موسیقی کے موجد ہیں۔ اہل علم نے کتاب العین کے علاوہ بھی چند کتب کو خلیل بن احمد کی طرف منسوب کیا ہے مثلاً کتاب العروض، کتاب الایقاع، کتاب النقط والشکل، کتاب الشواہد، کتاب الجمل، کتاب معانی الحروف وغیرہ۔

کتاب العین کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ اس کی ابتداء حرف عین سے ہوتی ہے۔ خلیل بن احمد نے اسے مخارج حروف کے اعتبار سے ترتیب دیا ہے۔ یہاں ایک سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ خلیل نے اس کتاب کی ابتداء حرف عین سے ہی کیوں کی؟ تو اس کا جواب خلیل بن احمد نے اپنی کتاب کے مقدمے میں خود دیا ہے کہ دیگر ترتیبوں کی نسبت اسے یہی ترتیب زیادہ مناسب معلوم ہوئی اس لیے اس نے اسے اختیار کرلیا۔

کتاب کی خصوصیات ایک نظر میں حسب ذیل ہیں:

1- اس کتاب میں حروف کی ترتیب یہ ہے: ع ـ ح ـ ھ ـ غ ـ خ ـ ق ـ ک ـ ج ـ ش ـ ض ـ ص ـ س ـ ز ـ ط ـ ت ـ د ـ ظ ـ ث ـ ذ ـ ر ـ ل ـ ف ـ ب ـ م ـ و ـ ی ـ ا ـ

2- کلمات جمع کرتے ہوئے مادے کا لحاظ رکھا گیا ہے اور حروف زائدہ کو نظر انداز کر دیا گیا ہے جیسے لفظ تصرف میں مادہ ص ـ ر ـ ف ہے اور تاء زائدہ ہے

اس لیے یہ لفظ تاء کے باب میں نہیں بلکہ صاد کے بعد میں درج کیا گیا ہے۔

3- ترتیبِ کلمات میں تعدادِ حروف کو پیش نظر رکھا گیا ہے یعنی پہلے ثنائی (دوحرفی)، پھر ثلاثی (تین حرفی)، پھر رباعی (چار حرفی) اور پھر خماسی (پانچ حرفی) کلمات کے مادے درج کیے گئے ہیں۔

4- اس کی ترتیب میں ایک خاص بات یہ بھی ہے کہ ہر مادہ کے الٹ لفظ کو ذکر کر کے اس کا معنی بھی درج کیا گیا ہے۔ مثلاً اگر ''قلب'' کا معنی دیکھنا ہو ''بلق'' کا معنی بھی مل جائے گا۔

5- الفاظ کی تشریح کرتے ہوئے قرآن، حدیث اور معتبر اشعارِ عرب بھی بطورِ شاہد پیش کیے گئے ہیں۔

اگر چہ کچھ اہل علم کی نظر میں خلیل بن احمد کی مذکور ترتیب متلاشیانِ کلمات و معانی کے لیے نہایت پیچیدہ ضرور ہے مگر اس سے اس کے مقام و مرتبہ پر کوئی اثر نہیں پڑتا کیونکہ پہلا لغت ہونے کی وجہ سے ضروری نہیں کہ ہر خوبی اس میں موجود ہو' البتہ خلیل بن احمد کے لیے اس ترتیب کا موجد ہونا اس کی عبقریت کی دلیل ضرور ہے۔

علاوہ ازیں خلیل کے بعد متعدد اہل علم نے اپنی کتب میں اسی ترتیب کو ملحوظ رکھا جیسے القالی نے "البارع" میں، الازہری نے "التهذيب" میں اور ابن درید نے "الجمهره" میں وغیرہ وغیرہ۔

كتاب الجمهره في اللغة

یہ وہ دوسری کتاب ہے جو لغت نویسی کے سلسلے میں تالیف کی گئی۔ اگر چہ اس سے پہلے چند ائمہ لغت نے علم لغت پر کتابیں تو تالیف کیں جیسے المبرد کی "الكامل في اللغة"، ابن قتیبہ کی "أدب الكاتب" جاحظ کی "البيان و التبيين" اور ابوعلی القالی کی "الأمالي" لیکن ان کی حیثیت لغت کی نہیں بلکہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ ان میں لغت کا مواد جمع کیا گیا ہے۔ کتاب العین کے بعد جو کتاب ڈکشنری کی حیثیت رکھتی ہے وہ "الجمهره" ہی ہے۔ تاہم مذکورہ چاروں کتابوں میں سے "أدب الكاتب" ڈکشنری کے زیادہ قریب ضرور ہے۔

یہ کتاب ابوبکر محمد بن حسن بن درید الازدی کی تالیف ہے۔آپ ۲۲۳ھ میں بصرہ میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم اور پھر جوانی تک درس وتدریس کا سلسلہ یہیں پر جاری رکھا' یہاں کے اکابر علماء سے فیض یاب ہوئے۔ پھر ۲۵۷ھ میں جب زنگیوں نے بصرہ میں قتل وقتال کا بازار گرم کیا تو آپ وہاں سے ہجرت کر گئے اور بالآخر بغداد میں فالج کے حملے کی وجہ سے ۹۰ سال کی عمر پا کر ۳۲۱ھ میں فوت ہوئے۔

ابن درید عظیم قوتِ حافظہ کے مالک تھے۔یہی وجہ ہے کہ انہیں **أعلم الشعراء** اور **أشعر العلماء** بھی کہا گیا ہے۔البتہ بعض علماء نے ان پر تنقید بھی کی ہے' لیکن حقیقت یہ ہے کہ تنقید کسی نے بھی کی ہو ان کے ائمہ لغت میں سے ہونے اور عربی لغت کے سلسلے میں قیمتی خدمات سرانجام دینے کا انکار ہرگز نہیں کیا جاسکتا۔

ابن درید کی دیگر چند دیگر کتب یہ ہیں: **کتاب الاشتقاق ، کتاب السرج واللجام ، کتاب المقصور والمدود ، کتاب غریب القرآن ، کتاب أدب الکتاب** اور **کتاب اللغات** .

ابن درید نے اگرچہ بہت سی کتب تالیف کیں مگر ان سب میں اہم "**الجمهره**" ہی ہے۔اس کتاب کی ترتیب میں انہوں نے وہی نہج اپنایا جو خلیل نے کتاب العین میں اپنایا ہے۔انہوں نے کلمات کی تشریح کرتے ہوئے قرآن، حدیث اور عربوں کے کلام کو بطورِ شاہد پیش کیا ہے۔قرآن کی مختلف قراءتوں اور مختلف عرب قبائل کے لغات کی بھی حتی الامکان وضاحت کی ہے۔ نیز دخیل کلمات (یعنی دیگر زبانوں سے عربی میں داخل ہوجانے والے الفاظ) کی بھی نشاندہی کی ہے۔

یہ لغت بھی نہایت اہم ہے اور اس نے عربی لغت کے چاہنے والوں پر نہایت گہرے اثرات چھوڑے۔ یہی وجہ ہے کہ بعد میں اس کے متعلق بہت سی کتابیں بھی لکھی گئیں۔جن میں ابوعمر زاہد کی "**فائت الجمهره**" ،صاحب بن عباد کی "**جوهرة الجمهرة**"، ابن تیانی کی "**الموعب**"،ابوالعلاء المعری کی "**نشر شواهد الجمهرة**" اور شرف الدین انصاری کی "**مختصر الجمهرة**" وغیرہ۔ لیکن یہ یاد رہے کہ دستیاب معلومات کے مطابق ان کتب میں سے کوئی بھی اب نہیں ملتی۔

تهذیب اللغة

اس کے مؤلف کا مکمل نام 'ابومنصور محمد بن احمد الازہری الہروی' ہے۔آپ ۲۸۲ھ میں مقامِ ہرات میں پیدا ہوئے اور ۳۷۰ھ میں وہیں فوت ہوئے۔آپ زیادہ ازہری کے نام سے ہی معروف ہیں' لیکن یہ

بات ذہن نشین رہنی چاہیے کہ یہ نسبت ان کے جد امجد ازہر کی طرف ہے' جامع ازہر کی طرف نہیں۔

الازہری نہایت ثقہ عالم تھے اور ساتھ ہی ساتھ اعلیٰ درجے کے متقی و پرہیزگار فقیہ بھی تھے۔ لیکن ان کی لغوی ہونے کی شہرت نے ان کی باقی تمام علمی حیثیتوں پر پردہ ڈال دیا۔ ان کی اگرچہ سب سے معروف کتاب "تهذيب اللغة" ہی ہے لیکن انہوں نے چند اور کتابیں بھی تالیف کیں مثلاً "كتاب كتاغريب الألفاظ التي استعملها الفقهاء"، "كتاب التقريب في التفسير"، "كتاب معرفة الصبح"، كتاب علل القراء ت"، "كتاب في الروح وما جاء فيه من القرآن والسنة"، "كتاب اصلاح المنطق"، ب الرد على الليث"، "كتاب تفسير أسماء الله عزوجل" وغیرہ۔

تهذيب اللغه میں مؤلف نے بہت سے بکھرے ہوئے الفاظ کو یکجا کر دیا ہے اور خاص کوشش یہ کی ہے کہ اس میں خالص عرب کلام پیش کیا جائے اور اسے غلط الفاظ سے پاک کر دیا جائے' غالباً یہی وجہ تھی کہ اس کتاب کا نام تهذيب اللغه رکھا گیا۔

اس کتاب میں بھی مؤلف نے خلیل بن احمد والا نہج اپناتے ہوئے مخارجِ حروف کا ہی لحاظ رکھا ہے مہمل الفاظ کے ذکر کے ساتھ ساتھ ان کے مہمل ہونے کے اسباب بھی ذکر کر دیئے ہیں۔ گزشتہ لغات میں جو الفاظ رہ گئے تھے ان کے اضافے بھی کیے ہیں۔ ہر بات کو اس کے قائل کی طرف منسوب کرنے کا بطورِ خاص اہتمام کیا ہے۔ ابتدائے کتاب میں ایک طویل مقدمہ درج کیا ہے جو عربی زبان کے متعلق مفصل بحث پر مشتمل ہے۔ الفاظ کی تشریح کرتے ہوئے اکثر و بیشتر مقامات پر تائید کی غرض سے آیات واحادیث اور اشعار ذکر کیے ہیں۔ مختلف علاقوں اور آبی مقامات کو خاص اہمیت کے ساتھ ذکر کیا ہے جس باعث اس حوالے سے یہ کتاب مصدر و مرجع کی حیثیت اختیار کر گئی ہے۔ بہت سے نادر و مترادف الفاظ بھی یکجا کر دیئے ہیں۔

مذکورہ بالا تمام خوبیوں کے باوجود بعض اہل علم نے مختلف جہات سے اس کتاب پر تنقید کا دروازہ کھولنے کی بھی کوشش کی ہے۔ لیکن یہ بات بہرحال مسلم ہے کہ یہ کتاب اکثر و بیشتر علماء کے نزدیک اساس کی حیثیت رکھتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ابن منظور نے لسان العرب تحریر کرتے ہوئے بطورِ خاص اس کتاب کو پیش نظر رکھا ہے اور جابجا اس کے حوالے نقل کیے ہیں۔ عبدالغفور عطار کے مطابق دنیا کی مختلف لائبریریوں میں اس کتاب کے ۱۸ نسخے موجود ہیں۔ (۴۵)

المحکم

یہ کتاب مشہور لغوی وادیب ابوالحسن علی بن اسماعیل 'جو ابن سیدہ کے نام سے معروف ہیں' کی تالیف ہے۔ آپ اندلس میں پیدا ہوئے اور ۶۰ سال کی عمر پا کر ۴۵۸ھ میں انتقال کر گئے۔ آپ نابینا تھے مگر اللہ تعالیٰ نے آپ کو بے پناہ ذہانت وفطانت سے نواز رکھا تھا۔

انہوں نے متعدد کتب تالیف کیں جن میں کتاب شرح مشکل المتنبی، کتاب المخصص اور کتاب المحکم وغیرہ زیادہ قابل ذکر ہیں۔ انہوں نے اپنی مذکورہ لغت کی کتاب "المحکم" میں بلاشبہ دیگر لغات سے بہتری کی کوشش تو کی مگر اس میں خلیل بن احمد والا ہی اسلوب اختیار کیا (یعنی اسے مخارجِ حروف کے اعتبار سے مرتب کیا)۔ الفاظ کی تشریح میں قرآن وحدیث اور اشعارِ عرب سے استشہاد کیا۔ قرآن کی مختلف قرائتوں کا ذکر کیا۔ علمِ عروض' لغاتِ عرب اور اعلام کے ذکر کا اہتمام کیا۔ نحو وصرف کے قواعد سے متعلق بحثیں پیش کیں اور اس کی تالیف میں دیگر کتبِ لغت سے بھی استفادہ کیا۔

الصحاح

اس کتاب کا مکمل نام " تاج اللغة وصحاح العربية " ہے اور اس کے مؤلف ''ابونصر اسماعیل بن حماد الجوہری الفارابی'' ہیں۔ آپ فاراب کے علاقے میں (ایک روایت کے مطابق) ۳۳۲ھ میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم گھر میں ہی اپنے ماموں سے حاصل کرنے کے بعد بغداد کا رخ کیا اور وہاں کبار علماء کے حلقۂ درس میں شامل ہوئے' عربی زبان وادب میں تبحر حاصل کیا' پھر عراق وشام اور حجاز سے ہوتے ہوئے خراسان پہنچے' جہاں عربی اور خطاطی کی تعلیم وتدریس کا شغل جاری رکھا۔ آپ کی تاریخ وفات کے متعلق مختلف روایات ہیں' ایک روایت کے مطابق آپ ۳۹۳ھ میں' دوسری کے مطابق ۳۹۸ھ میں اور تیسری کے مطابق ۴۰۰ھ میں فوت ہوئے۔ آپ کی وفات کا واقعہ یہ بیان کیا جاتا ہے کہ آپ پر آخری عمر میں ہوا میں اڑنے کا جنون سوار ہو گیا تھا' چنانچہ آپ نے دروازے کے دو پٹ اپنے ساتھ باندھ کر اُڑنے کی غرض سے کسی اونچی عمارت سے چھلانگ لگا دی اور ہلاک ہو گئے۔

آپ ذکاوت وذہانت میں کمال درجے پر فائز تھے حتی کہ بعض اہل علم آپ کو عجائباتِ زمانہ میں شمار کرتے ہیں۔ علم لغت میں امامت کے درجے پر فائز ہوئے۔ تاج اللغة وصحاح العربية کے علاوہ

آپ نے "المقدمة فی النحو" اور "عروض فی الورقہ" بھی تالیف کی۔ لیکن جو شہرت الصحاح کو حاصل ہوئی وہ آپ کی کسی دوسری تالیف کو حاصل نہیں ہوئی۔

آپ نے الصحاح میں بطورِ خاص یہ اہتمام کیا کہ اس میں صرف وہی الفاظ لکھے جائیں جو روایت ودرایت کے اعتبار سے صحیح ہوں' یہی وجہ ہے کہ اس کا نام الصحاح رکھا۔ اس کتاب کو تالیف کرتے ہوئے آپ کے پیش نظر یہ تھا کہ الفاظ لغت تلاش کرنے والوں کے لیے آسانی پیدا کی جائے' چنانچہ آپ نے ایک نئی ترتیب متعارف کرائی جو پہلے متعارف نہ تھی اور اسی ترتیب کی وجہ سے اس کتاب کے منظر عام پر آتے ہی یہ سارے عرب پر چھا گئی اور عرب دنیا میں ایک بھونچال سا آ گیا۔ آپ نے ترتیب میں خلیل کی طرح مخارج حروف کا لحاظ رکھنے کی بجائے آخری حرف کا لحاظ رکھا اور اسی کے مطابق ابواب بندی کر دی اور پھر ابواب کی فصول الف بائی ترتیب کے مطابق مرتب کر دیں۔ مثلاً اگر لفظ "حمد" تلاش کرنا ہو تو دال کے باب میں دیکھا جائے گا کیونکہ حمد میں دال آخری حرف ہے اور پھر حاء کی فصل میں دیکھنا ہوگا کیونکہ اس کا پہلا حرف حاء ہے۔

الصحاح کے اس خاص انداز کے باعث اہل علم نے اسے ہاتھوں ہاتھ لیا اور بعد کے بہت سے مؤلفین نے کچھ کمی بیشی کے ساتھ اسی ترتیب کے مطابق اپنی اپنی لغات مرتب کیں۔ جن میں ابن منظور، فیروز آبادی اور الزبیدی کے نام نمایاں ہیں (ان کی کتب کا تعارف آئندہ آ رہا ہے)۔ الصحاح میں تقریباً ۴۰ ہزار الفاظ جمع کیے گئے ہیں۔ اس پر بہت سی کتب بھی لکھی گئیں جن میں سے چند ایک حسب ذیل ہیں:

1- **مختار الصحاح**: یہ کتاب الصحاح کا خلاصہ ہے جو محمد بن ابی بکر بن عبد القادر الرازی (م ۶۶۶ھ) کی کاوش ہے۔ یہ پہلے الصحاح کی ترتیب پر تھی مگر اب اسے عام الف بائی ترتیب میں ڈھال لیا گیا ہے۔

2- **التکملة والذیل والصلة**: یہ امام رضی الدین ابو الفضائل حسن بن محمد بن حسن الصغانی (م ۶۶۰ھ) کی تالیف ہے۔ اس میں انہوں نے وہ الفاظ جمع کرنے کی کوشش کی ہے جو الجوہری سے الصحاح میں رہ گئے تھے (اسی مصنف کی لغت پر ایک ضخیم کتاب "العباب" بھی ہے جس کا ذکر آئندہ آئے گا)۔

3- **الجمع بین الصحاح والغریب المصنف**: اس میں ابو اسحاق ابراہیم بن قاسم البطلیوسی (م ۶۴۲ھ) نے الصحاح اور الغریب المصنف کے مواد کو یکجا کیا ہے۔

☆ عبد الغفور عطار نے مقدمہ الصحاح میں الصحاح پر لکھی جانے والی معروف کتابوں کی تعداد ۸۹ بتائی ہے۔ (۳۶)

أساس البلاغة

یہ کتاب معروف مفسر وفقیہ ابوالقاسم محمود بن عمر بن احمد الزمخشری کی تالیف ہے۔آپ ۴۶۷ھ میں خوارزم میں پیدا ہوئے اور خوارزم میں ہی ۵۳۸ھ میں فوت ہوئے۔

انہوں نے ابتدائی تعلیم اپنے علاقے میں حاصل کرنے کے بعد طلب علم کے لیے مختلف علاقوں کا سفر کیا۔لغت وتفسیر میں امامت کے درجے پر فائز ہوئے۔ان کی ایک نہایت اہم تصنیف تفسیر الکشاف ہے' جوزیادہ تر فلسفیانہ بحوث' نحوی ولغوی تشریحات' فصاحت وبلاغت کے اعتبار سے قرآن کے ادبی محاسن کے بیان پر مشتمل ہے۔اس کی خامی یہ بیان کی جاتی ہے کہ اس میں احادیث سے بہت کم استفادہ کیا گیا ہے۔امام زمخشری کی چند دیگر کتب یہ ہیں: الفائق فی غریب الحدیث ، المفصل فی النحو ، الأمالی فی النحو ، جواہر اللغة ، نکت الاعراب فی غریب اعراب القرآن ، شرح کتاب سیبویہ ، مقدمة الأدب فی اللغة ، النموذج فی النحو ، شافی العی من کلام الشافعی اور اطواق الذھب فی المواعظ وغیرہ۔

اس کتاب کا نہایت اہم خاصہ یہ ہے کہ یہ عام الف بائی ترتیب پر مرتب کی گئی ہے جو کہ تلاشِ الفاظ کے لیے سب سے آسان طرز ہے۔تاہم اس بات میں اختلاف ہے کہ اس ترتیب کا موجد کون ہے؟ ایک رائے یہ ہے کہ سب سے پہلے یہ ترتیب خلیل بن احمد کے ہم عصر ابوعمرو اسحاق الشیبانی (م ۲۰۶ھ) نے اپنی کتاب " کتاب الجیم " میں متعارف کرائی۔مولانا عمید الزماں قاسمی کیرانوی نے القاموس الوحید کے مقدمہ میں اسی رائے کو ترجیح دی ہے۔(۳۷)ایک دوسری رائے یہ ہے کہ سب سے پہلے یہ ترتیب مشہور لغوی ابوالمعالی محمد بن تمیم البرمکی نے متعارف کرائی' انہوں نے ۳۹۷ھ میں جوہری کی الصحاح کو اس ترتیب کے ساتھ مرتب کر دیا تھا' جبکہ زمخشری ۴۶۷ھ میں پیدا ہوئے۔یہ رائے عبدالغفور عطار نے مقدمة الصحاح میں اختیار کی ہے۔(۳۸)بعض علماء کی رائے یہ ہے کہ یہ ترتیب سب سے پہلے مذہبی کتابوں میں اختیار کی گئی اور گمانِ غالب کے مطابق اسے ابتداءً امام راغب نے اختیار کیا۔امام راغب اصفہانیؒ نے "مفردات القرآن" میں اس ترتیب کو اختیار کیا اور ۵۰۲ھ میں فوت ہوئے' لامحالہ وہ اس سے ایک عرصہ پہلے اس ترتیب کو پیش کر چکے تھے۔اسی طرح زمخشری کی "الفائق فی غریب الحدیث " اور امام ابن

اثیرؒ(م۶۲۰) کی "النھایۃ فی غریب الحدیث" بھی اسی ترتیب پر مشتمل ہیں۔پہلی رائے زیادہ مناسب معلوم ہوتی ہے کیونکہ ابوعمرو اسحاق کا زمانہ سب سے پہلے کا ہے۔(واللہ اعلم)(۳۹)

علاوہ ازیں امام زمخشریؒ نے اس کتاب میں ایک خاص انداز یہ بھی اپنایا ہے کہ کلمات کے حقیقی معنی کو مجازی معنی سے جدا کر کے پیش کیا ہے۔ بلاشبہ یہ بھی ایسا کام ہے جس پر پہلے کسی صاحبِ لغت نے خاطر خواہ توجہ نہیں دی۔ مزید برآں اگر اس کتاب میں غور کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ معانی کلمات سے زیادہ لفظ کے استعمال کی کتاب ہے اس میں بنی بنائی ترکیبیں ذکر کی گئی ہیں۔کلمات کی تشریح وتوضیح کرتے ہوئے زیادہ تر مؤلف نے اپنی عبارتیں نقل کی ہیں نہ کہ دیگر لغویین کی۔

العباب الزاخر واللباب الفاخر

یہ کتاب رضی الدین الحسن بن محمد بن الحسن الصغانی کی تالیف ہے۔آپ لاہور میں پیدا ہوئے اور بغداد میں ۶۶۰ھ میں فوت ہوئے۔

انہوں نے اپنی یہ کتاب الصحاح از جوہری کی ترتیب کے مطابق مرتب کی ہے۔ البتہ یہ مکمل نہیں ہوسکی کیونکہ مؤلف جب لفظِ بکم تک پہنچے تو وفات پا گئے۔اب یہ کتاب پیر محمد حسن کی ایڈیٹنگ کے ساتھ اسلام آباد سے شائع ہوچکی ہے۔یہ بھی الفاظِ لغت کے مواد پر مشتمل نہایت اہم اور ضخیم کتاب ہے۔

لسان العرب

یہ کتاب ''ابوالفضل جمال الدین محمد بن مکرم الافریقی المصری الانصاری الخزرجی الرویفعی'' کی تالیف ہے۔آپ بالعموم ابن منظور کے نام سے متعارف ہیں۔آپ قاہرہ میں ۶۳۰ھ میں پیدا ہوئے اور ۷۱۱ھ میں فوت ہوئے۔آپ صحابی رسول حضرت رویفع بن ثابتؓ کے خاندان سے تھے۔

ذہانت وفطانت کے اعلیٰ درجے پر فائز تھے۔نحو،لغت اور تاریخ وغیرہ کے متبحر عالم تھے۔آپ نے تالیف وتصنیف کے ساتھ ساتھ درس وتدریس کا سلسلہ بھی جاری رکھا۔آپ کے بہت سے شاگردوں نے علمی دنیا میں نہایت بلند مقام حاصل کیا۔آپ کی زبان میں بہت سلاست وروانی تھی یہی وجہ ہے کہ آپ نے بہت سی طویل کتابوں کی نہایت خوش اسلوبی سے تلخیص کر ڈالی۔آپ کی تلخیص کردہ کتب میں سے چند یہ ہیں۔مختار الأغانی ، مختصر تاریخ دمشق لابن عساکر ، مختصر تاریخ

بغداد للخطیب بغدادی ، مختصر ذیل تاریخ بغداد لابن النجار ، مختصر الحیوان للجاحظ ، مختصر العقد لابن عبد ربه ، مختصر یتیمة الدهر للثعالبی اور مختصر مفردات ابن البیطار وغیرہ۔

آپ کی گراں قدر تالیفات میں سے ایک نہایت اہم ضخیم جامع اور مفید مذکورہ بالا کتاب لسان العرب ہے۔ اسے ترتیب دیتے ہوئے آپ نے بطورِ خاص الازہری کی تھذیب اللغة ،ابن سیدہ کی المحکم ،الجوہری کی الصحاح ،ابن بَرّی کی الأمالي علی الصحاح اورابن اثیر کی النهایة فی غریب الحدیث کو پیش نظر رکھا۔ آپ نے یہ کتاب الصحاح از جوہری کی ترتیب کے مطابق (یعنی آخری حرف کے اعتبار سے) مرتب کی (لیکن اب علی شیری نے اسے عام الف بائی ترتیب میں ڈھال دیا ہے)۔

الفاظ کی تشریح کرتے ہوئے آپ نے اکثر وبیشتر مقامات پر آیات، احادیث، آثارِ صحابہ، خطبات ،محاورات، امثال اور اشعار بھی پیش کیے ہیں۔ معانی الفاظ کی مناسبت سے صرف ونحو اور فقہ وادب کی مفید معلومات بھی اس میں درج کردی ہیں۔ کم وبیش ۸۰ ہزار الفاظ کی تشریحات' ۱۷سو شعراء کے نام' ۴۰ ہزار اشعار اور بہت سی نادر معلومات کا ذخیرہ اس میں موجود ہے۔

القاموس المحیط

اس کتاب کے مؤلف ''مجد الدین ابوطاہر محمد بن یعقوب بن ابراہیم الفیر وز آبادی'' ہیں۔ آپ ۷۲۹ھ میں شیراز کے قریب رزین کے علاقے میں پیدا ہوئے۔ قادرِ مطلق نے آپ کو غضب کا حافظہ عطا فرمایا تھا' بیان کیا جاتا ہے کہ آپ نے سات سال کی عمر میں ہی قرآن حفظ کرلیا تھا۔ تحصیل علم کی غرض سے آپ نے بغداد' مصر' شام' بیت المقدس' فلسطین' ہندستان' ترکی' مکہ' مدینہ اور طائف وغیرہ کا سفر کیا۔ یمن کے سلطان نے آپ کو منصب قضاء پر فائز کیا اور اپنی ایک بیٹی سے شادی بھی کردی۔ ۸۱۸ھ میں اور ایک روایت کے مطابق ۸۲۷ھ میں زبید کے علاقے میں آپ کی وفات ہوئی۔

تفسیر' حدیث' فقہ اور تراجم وغیرہ کے علوم پر آپ کو بہت مہارت حاصل تھی۔ یہی وجہ ہے کہ آپ نے ان تمام موضوعات پر کچھ نہ کچھ تالیف کیا' مگر جو شہرت آپ کی کتاب القاموس المحیط کو حاصل ہوئی وہ کسی اور کتاب کو حاصل نہ ہوسکی۔ لغت کے میدان میں الصحاح کے بعد اگر کوئی کتاب

سارے عالمِ عرب پر چھا گئی تو وہ قاموس ہی ہے۔ اس کی مقبولیت کی انتہاء یہ ہے کہ لفظ قاموس (جو گہرے سمندر کے معنی میں ہے) کو لغت کے معنوں میں استعمال کیا جانے لگا اور بعد کے بہت سے اہل علم نے اپنی لغت کی کتابوں کا نام ہی قاموس رکھ دیا جیسے **القاموس العصری** ، **القاموس الوحید** ، **القاموس الجدید** اور **القاموس الفرید** وغیرہ۔

اس کتاب کو تالیف کرنے کا مقصد یہ تھا کہ طالبانِ علم کو بہت سی طویل لغت کی کتابوں سے مستغنی کر دیا جائے' اسی لیے آپ نے بطورِ خاص **الصحاح** از جوہری' **المحکم** از ابن سیدہ' **العباب** از صغانی اور دیگر طویل لغت کی کتابوں کو سامنے رکھ کر ان کا اختصار اپنی کتاب میں یکجا کر دیا۔ اگر چہ آپ کی مذکورہ کتاب میں جا بجا جوہری پر تنقید کا پہلو نمایاں ہے لیکن آپ نے ترتیب کے لیے الصحاح کو ہی پیش نظر رکھا (یعنی آخری حرف کے اعتبار سے ابواب اور پھر الف بائی ترتیب کے مطابق فصول)۔

آپ نے اپنی اس کتاب میں جن رموز کا استعمال کیا ہے وہ یہ ہیں ۔ (م) معروف کے لیے، (ع) موضع کے لیے، (ج) جمع کے لیے، (جج) جمع الجمع کے لیے، (خ) بخاری کے لیے، (د) بلد کے لیے اور (ۃ) قریہ کے لیے۔ الفاظ کی تشریح میں تکرار سے اجتناب کیا ہے' طبی حوالے سے نباتات کی ذیل میں ان کے منافع بھی ذکر کیے ہیں' حسب موقع صحابہ' محدثین اور ائمہ کے اسماء کے تحت ان کے متعلق کچھ نہ کچھ تحریر کیا ہے' علم عروض اور دیگر علوم کی اصطلاحات کی بھی وضاحت کی ہے اور تقریباً ۶۰ ہزار الفاظ لغت کی توضیح یکجا کی ہے۔

بہت سے لوگوں نے اس لغت کو ہدف تنقید بھی بنایا جیسے احمد فارس الشدیاق نے **الجاسوس علی القاموس** لکھی۔ لیکن ناقدین کا نقد اس کتاب کی اہمیت وافادیت اور مقبولیت میں کچھ کمی نہ کر سکا۔

تاج العروس

اس کتاب کا مکمل نام ہے **تاج العروس من جواهر القاموس** ۔ یہ دراصل **القاموس المحیط** کی ہی شرح ہے۔ اس کے مؤلف محب الدین ابوالفیض السید محمد مرتضی الزبیدی الواسطی ہیں۔ آپ ۱۱۴۵ھ میں (ایک قول کے مطابق) یمن کے شہر زبید میں پیدا ہوئے (لیکن اردو دائرہ معارف اسلامیہ کے مطابق آپ انڈیا کے علاقے بلگرام میں پیدا ہوئے) اور قاہرہ میں طاعون کی بیماری سے ۱۲۰۵ھ میں فوت ہوئے۔

آپ کی دو شرحیں بڑی اہم ہیں۔ایک احیاء علوم الدین ازغزالی کی شرح (جو قاہرہ سے ۱۰ جلدوں میں طبع ہوئی ہے) اور دوسری القاموس المحیط کی مذکورہ بالا شرح۔چونکہ یہ کتاب قاموس کی ہی شرح ہے اس لیے اس میں کوئی نئی ترتیب نہیں بلکہ قاموس والی ترتیب ہی ہے۔آپ نے اسے ۱۱۸۱ھ میں ۱۴ سال کی محنت شاقہ کے بعد مکمل کیا۔آپ کا انداز یہ ہے کہ پہلے آپ بریکٹوں میں قاموس کی عبارت لکھتے ہیں پھر اس کی شرح کرتے ہیں اور پھر المستدرک کے عنوان سے اضافے کرتے ہیں' اگرچہ آپ نے اس کتاب کے دیباچے میں ۱۰۰ سے زائد مآخذ کا ذکر کیا ہے لیکن اضافہ جات کے لیے آپ نے اکثر و بیشتر مقامات پر لسان العرب از ابن منظور کو ہی پیش نظر رکھا ہے۔

آپ کی یہ کتاب ایک لاکھ (اور بقولِ بعض ایک لاکھ بیس ہزار) الفاظِ لغت کا ذخیرہ ہے۔آپ نے مجازی معانی بیان کرنے کا بطورِ خاص اہتمام کیا ہے' جس سے ایک طرف قاموس کے نقص کا ازالہ ہوا ہے اور دوسری طرف تاج کی ایک نمایاں خصوصیت سامنے آئی ہے۔صاحبِ قاموس نے جن شواہد کو حذف کر دیا تھا آپ نے دیگر لغات سے انہیں تلاش کر کے اپنی کتاب میں درج کر دیا ہے۔آپ نے کتاب کے مقدمہ میں لغت کے متعلق انتہائی قیمتی معلومات مہیا کر دی ہیں جو کسی بھی لغت کے طالبِ علم کے لیے خزینۂ علمِ لغت کی کنجی کی حیثیت رکھتی ہیں۔

چند جدید لغات

تاج العروس پر تالیفِ معاجم کا ایک طویل جاری سلسلہ ختم ہو جاتا ہے۔اس کے بعد مستشرقین نے ہی اضافے کیے یا پھر عیسائیوں اور دیگر لوگوں نے مذکورہ بالا کتابوں کو ہی پیش نظر رکھ کر مختصر لغات تیار کیں۔بالاختصار ان کا بیان آئندہ سطور میں پیش خدمت ہے۔

مدالقاموس

اس کتاب کا مکمل نام یوں ہے "An Arabic - English Lexicon" یہ عربی سے انگلش ڈکشنری ہے۔اس کے مؤلف ایڈورڈ ولیم لین (Edward William Lane) ہیں۔یہ کتاب گزشتہ تمام لغات کا نچوڑ ہے۔اسی لیے اسے مستشرقین کے ہاں لغت کی امہات الکتب میں شمار کیا جاتا ہے۔ایڈورڈ نے اسے تالیف کرنے میں اپنی زندگی کے ۳۵ سال کھپائے مگر اسے مکمل نہ کر سکا' پھر

اس کے بھتیجے نے اسے مکمل کیا۔

A Dictionary of Modern Written Arabic

یہ کتاب ہنس ویئر (Hans Wehr) کی مرتب کردہ ہے۔ اس نے اس کتاب میں ایک نیا تصور پیش کیا کہ الفاظ قدیم یا جدید نہیں ہوتے بلکہ ان کا استعمال انہیں قدیم یا جدید بنا دیتا ہے۔ چنانچہ اس نے اپنی اس کتاب میں صرف وہی الفاظ درج کیے جو مستعمل تھے اور جن کا استعمال ترک کیا جا چکا تھا انہیں درج نہ کیا۔ اس نے اسے عربی سے جرمن میں مرتب کیا' پھر جان ملٹن کا وان (Jhon Milton Cowan) نے اسے انگلش میں ایڈٹ کیا۔ اس نے اس میں مزید اضافے بھی کیے اور اصلاح و تصحیح بھی۔

ملحق القوامیس

یہ کتاب ڈوزی (Dozy) کی تالیف ہے۔ اس میں اس نے کمال یہ کیا ہے کہ صرف وہ الفاظ جمع کیے ہیں جو گزشتہ تمام بڑی بڑی کتبِ لغت میں رہ گئے تھے۔ یہ عربی سے فرنچ میں ہے۔

المورد

اس نام کی دو کتابیں ہیں۔ ایک منیر بعلبکی کی' جو انگریزی سے عربی ہے اور دوسری روحی بعلبکی کی جو عربی سے انگریزی ہے۔ یہ بھی نہایت مفید کتاب ہے' اب یہ دونوں کتابیں ایک جلد میں بھی طبع ہو چکی ہیں۔

القاموس

یہ ایک جلد میں عربی سے انگریزی اور انگریزی سے عربی لغت ہے۔ اسے مکتبہ الدراسات والبحوث نے تیار کیا ہے۔ اس کی تیاری میں جن لوگوں نے شرکت کی ان میں ادیبہ فرح، ریاض کریم، محمد سعید اور سلیم ادوار شامل ہیں اور اسے دار الکتب العلمیہ (بیروت) نے شائع کیا ہے۔

المنجد

یہ کتاب لوئیس معلوف الیسوعی (عیسائی) کی تالیف ہے' جو ۱۹۰۸ء میں مکمل ہوئی۔ مؤلف موصوف لبنان میں پیدا ہوئے اور تحصیلِ علم کے لیے بیروت اور یورپ کا سفر کیا۔ انہوں نے یہ کتاب عربی سے عربی میں تحریر کی لیکن اب اس کا اردو ترجمہ بھی شائع ہو چکا ہے۔

محیط المحیط

اس کے مؤلف بطرس بن بولس بن عبداللہ البستانی (عیسائی) ہیں۔ان کا تعلق لبنان سے ہے۔یہ المعلم کے لقب سے معروف ہیں۔انہوں نے تورات کو عربی زبان میں ڈھالنے میں اہم کردار ادا کیا۔

اقرب الموارد فی فصیح العربیۃ والشوارد

یہ کتاب شیخ سعید الشرطونی (عیسائی) کی کاوش ہے۔انہوں نے لبنان میں عربی زبان وادب کے حوالے سے نمایاں مقام حاصل کیا حتی کہ انہیں اپنے دور کا لغتِ عرب کا امام مانا گیا۔

الرائد

اسے جبران مسعود نے ترتیب دیا ہے۔اس میں تقریباً ٦٠ ہزار سے زیادہ الفاظ اور ۵ ہزار ۳ سو سے زیادہ اعلام کا ذکر ہے اور دار العلم للملایین نے اسے بیروت سے ایک جلد میں شائع کیا ہے۔

المعجم الوسیط

یہ کتاب ایک مصری ادارے "مجمع اللغة العربية" کی مرتب کردہ ہے۔اسے ترتیب دینے اور اس کی مراجعت کا کام کرنے میں جن علمائے لغت نے حصہ لیا ان میں الاستاذ ابراہیم مصطفیٰ، الاستاذ احمد حسن زیات، الاستاذ حامد عبدالقادر، الاستاذ محمد علی النجار، الدکتور ابراہیم انیس، الدکتور عبدالحلیم منتصر، الاستاذ عطیہ الصوالحی اور الاستاذ محمد خلف اللہ احمد شامل ہیں۔

القاموس الوحید

یہ کتاب مولانا وحید الزماں قاسمی کیرانوی کی تالیف ہے' جو دار العلوم دیو بند کے معاون مہتمم اور وہاں حدیث اور عربی کے معلم تھے۔ یہ کتاب عربی سے اردو ہے۔اسے تالیف کرتے ہوئے مؤلف موصوف نے معروف عربی لغت المعجم الوسیط کو بنیاد بنایا ہے۔اس کی ابتداء میں مولانا عمید الزماں قاسمی کیرانوی کا مقدمہ درج ہے جو علمِ لغت کے حوالے سے نہایت جامع اور اہم ہے۔

القاموس الفرید

یہ بھی مولانا وحید الزماں کیرانوی کی مرتب کردہ لغت ہے۔ البتہ اس کی ترمیم وتصحیح کے لیے مولانا

عبید الحق ندوی، مولانا محمد یار راضی، مولانا محمد ظہیر الدین اور محمد مخدوم صابری نے بھی اپنی اپنی خدمات پیش کی ہیں۔ مؤلف نے اسے ترتیب دیتے ہوئے انگریزی۔عربی لغت القاموس العصری کو بنیاد بنایا ہے اور اس میں کافی حد تک وہ الفاظ نقل کرنے کی کوشش کی ہے جو دورِ جدید میں مستعمل ہیں۔

مصباح اللغات

یہ کتاب مولانا ابوالفضل عبدالحفیظ بلیاوی کی تالیف ہے۔آپ مدرسہ مصباح العلوم میں معلم تھے اور وہیں آپ نے یہ کتاب تالیف کی۔آپ نے اسے تالیف کرتے ہوئے تاج العروس ' الجمهرة فی اللغة ' اقرب الموارد ' تاج اللغات ' مفردات از امام راغب' مجمع البحار ' النهاية از ابن اثیر' منتهی الأرب ' المنجد اور الصحاح وغیرہ تمام کتابوں کو پیش نظر رکھا اور اس میں تقریباً ۵۰ ہزار الفاظ یکجا کر دیئے۔

☆ واضح رہے کہ مذکورہ بالا تمام جدید لغات اگرچہ اپنی اپنی بھی کچھ خصوصیات رکھتی ہیں لیکن ترتیب کے لحاظ سے سب ایک ہی 'الفبائی' ترتیب پر مشتمل ہیں۔

خلاصۂ کلام

عربی لغت نویسی کا معنی ہے ''عربی زبان کی لکھائی کا کام۔'' لغت نویسی کا کام عربوں سے پہلے چائنہ میں شروع ہو چکا تھا لیکن عربوں نے اس سلسلے میں نہایت قابل قدر کام کیا۔پہلے پہل خاص خاص موضوعات پر الفاظِ لغت جمع کیے گئے جیسے کتاب الخیل وغیرہ جس میں صرف گھوڑے سے متعلقہ الفاظ کے معانی یکجا کیے گئے۔پھر سب سے پہلے باقاعدہ لغت نویسی کا آغاز خلیل بن احمد کی کتاب العین سے ہوا۔اس کے بعد مختلف ترتیبوں کے ساتھ یہ سلسلہ جاری رہا جو الزبیدی کی تاج العروس پر جا کر ختم ہوا۔ بعد ازاں یا تو مستشرقین نے کچھ اضافے کیے اور یا پھر عیسائی ادباء اور دیگر ماہرینِ لغت نے سابقہ ضخیم کتبِ لغت کو ہی سامنے رکھ کر مختلف لغات مرتب کیں اور یہ سلسلہ تا حال جاری و ساری ہے۔

حواشی

(۱) الجوہری، الصحاح، مادہ (عرب)۔

(۲) امام بخاری، صحیح بخاری' رقم الحدیث:۳۰۵۳۔

(۳) الشوکانی، نیل الأوطار، جلد نمبر ۵ صفحہ نمبر ۱۳۳۔

(۴) الجوہری، الصحاح، مادہ (لغو)۔ دار العلم للملایین، بیروت / ۱۹۸۴ء۔

(۵) الفیروز آبادی، القاموس المحیط، مادہ (لغو)۔

(۶) ابن منظور، لسان العرب، مادہ (لغو)۔

(۷) ابن جنی، الخصائص، جلد ا صفحہ ۸۔

(۸) علامہ الفیومی، المصباح المنیر، مادہ (لغو)۔

(۹) مولانا عمید الزماں کیرانوی 'مقدمۃ القاموس الوحید، صفحہ ۱۰، ۱۱۔

(۱۰) ڈاکٹر ف۔ عبدالرحیم، پردہ اٹھادوں اگر چہرہ الفاظ سے، صفحہ ۱۳۱۔

(۱۱) عبدالغفور عطار، مقدمۃ الصحاح، صفحہ ۳۸۔

(۱۲) مجمع اللغۃ العربیہ (مصر)، المعجم الوسیط، صفحہ ۵۸۶۔ ل، ت۔

(۱۳) ابن منظور، لسان العرب، مادہ (قمس)۔

(۱۴) عبدالغفور عطار، مقدمۃ الصحاح، صفحہ ۱۷۳۔

(۱۵) مولوی فیروز الدین، فیروز اللغات، صفحہ ۱۴۵۵۔

(۱۶) امام ابوداود، سنن ابی داود، رقم الحدیث: ۴۲۵۵۔

(۱۷) امام ترمذی، جامع ترمذی: کتاب البر والصلۃ، رقم الحدیث: 2018۔

(۱۸) عبدالغفور عطار، مقدمۃ الصحاح، صفحہ ۱۴۔

(۱۹) المرجع السابق۔

(۲۰) المرجع السابق۔

(۲۱) المرجع السابق۔

(۲۲) دیباچہ الصحاح، بتحقیق الدکتور امیل بدیع یعقوب والدکتور محمد نبیل طریفی، صفحہ ۱۰، ۱۱۔

(۲۳) دیباچہ الصحاح، بتحقیق الدکتور امیل بدیع یعقوب والدکتور محمد نبیل طریفی، صفحہ ۱۲۔

24- Arabic Lixicography (Page : 11)

(۲۵) ملخص از مقدمہ معجم مقاییس اللغۃ از احمد بن فارس زکریا،

صفحہ ۹۔ ومقدمہ القاموس الوحید از کیرانوی، صفحہ ۲۱۔۲۷۔

26- Arabic Lixicography (Page : 1)

(۲۷) عبدالغفور عطار، مقدمہ الصحاح، صفحہ نمبر ۷۵۔

(۲۸) خلیل بن احمد، کتاب العین، تحقیق الدکتور مهدی مخزومی، جلد ا صفحہ نمبر ۹۔

(۲۹) شیخ زین الدین رازی، مقدمہ مختار الصحاح، تحقیق احمد ابراھیم زھوہ، صفحہ ۵۔

(۳۰) الزبیدی، مقدمہ تاج العروس، صفحہ ۸۔

(۳۱) امیل بدیع، مقدمۃ المعجم المفصل فی شواهد اللغۃ العربیۃ، صفحہ ۹۔

32- Arabic Lixicography (Page : 28)

33 - Arabic Lixicography (Page : 132)

(۳۴) اردو دائرہ معارف اسلامیہ، جلد ۱۴ صفحہ ۲۱۶۔

(۳۵) عبدالغفور عطار، مقدمۃ الصحاح، صفحہ ۸۶۔

(۳۶) عبدالغفور عطار، مقدمۃ الصحاح، صفحہ ۱۸۲۔

(۳۷) وحید الزماں کیرانوی، القاموس الوحید، جلد ا صفحہ ۶۹۔

(۳۸) عبدالغفور عطار، مقدمۃ الصحاح، صفحہ ۸۹، ۹۰۔

(۳۹) امام زرکلیؒ نے ان کا زمانہ (۹۴۔۲۰۶ھ) نقل کیا ہے: الأعلام، جلد ا صفحہ ۲۹۶۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆